''خلع کا بڑھتا ہوا رجحان اسباب اور تدارک سیرت کے آئینے میں''

حافظ محمد نعمان خان ☆

ڈاکٹر سید غضنفر احمد ☆☆

اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور انہی میں سے انبیاء کرام علیہم السلام کو منتخب کیا جو انہی کی رہنمائی کیلئے مختلف ادوار میں مبعوث کئے گئے۔

اسلام نے مرد و عورت کے درمیان قائم تمام رشتوں کو نہ صرف غیر معمولی اہمیت دی ہے بلکہ ان میں مضبوطی و استحکام اور احترام پیدا کرنے کی غرض سے ہر طرح ہدایت بھی بہم پہنچائیں۔ اللہ رب العزت نے اسلام کو ایسا دین کامل بنایا ہے کہ جس میں عبادات اور معاملات کا جامع نچوڑ بیان کیا گیا ہے۔ اسلام نے جہاں انسان کو ایک خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حکم دیا وہی انسان کی نفسانی خواہشات کا بھی خیال رکھا اور نکاح جیسی عظیم سنت کو متعارف کرایا اور اس کو نصف ایمان کی تکمیل کا ذریعہ بنایا۔ نکاح سے ایک حسین ازدواجی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں کام آنے کا موقع میسر آتا ہے۔ لیکن اگر میاں بیوی ایک دوسرے سے راضی نہیں اور ان کو اس بات کا علم ہے کہ اب مزید ایک دوسرے کے ساتھ نہیں رہ سکتے اور ''حدود اللہ'' کو قائم رکھنا مشکل نظر آرہا ہے تو مرد کو طلاق دینے کا حکم اور اختیار دیا اور عورت کو مطالبۂ طلاق (خلع) لینے کا اختیار دیا۔

اسلام نے جہاں مرد کو طلاق دینے کا اختیار دیا وہی عورت کو مطالبہ طلاق (خلع) کا اختیار دیا یہ اسلام کی عظمت ہے، کہ بشری کمزوریوں کی وجہ سے بعض اوقات زوجین کیلئے حدود شرع کے اندر رہتے ہوئے ازدواجی زندگی کو قائم رکھنا عملاً ممکن یا مشکل تر ہو جاتا ہے ایسے میں اگر اس بندھن سے خلاصی کی کوئی صورت نہ ہوتی تو بہت لوگوں کی زندگی عذاب بن جاتی، اسی لئے شریعت مطہرہ نے انتہائی ناپسندیدہ قرار دیئے جانے کے باوجود طلاق یعنی ازدواجی رشتے کو خوشگوار انداز میں ختم کرنے کا ایک راستہ رکھا ہے۔

لیکن آج ہم جب طلاق اور خلع کے اعداد و شمار کو جمع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شرح میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک شماریاتی تجزیئے کے مطابق دارالافتاء میں آنے والے سوالات یا مسائل میں سے تقریباً پچاس فیصد کا تعلق طلاق و خلع اور گھریلو ناچاقیوں سے ہے۔ اگر بروقت اور مؤثر روک تھام کی کوشش نہ کی گئی تو پھر بلا مبالغہ معاشرتی اور سماجی اعتبار سے مسائل

☆ ریسرچ اسکالر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی۔

☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی۔

بہت پیدا ہونگے۔ کیونکہ یہ صرف مرد وزن کے درمیان جدائی نہیں ہوتی بلکہ دو خاندان آپس میں دست وگریباں ہو جاتے ہیں خونی رشتوں میں دڑاڑیں پڑ جاتی ہیں اور سب سے زیادہ نقصان بچوں کا ہوتا ہے۔ طلاق کے بعد عورت اگر دوسرا نکاح کر لے تو بچوں پر پوری توجہ نہیں دے پاتی اور بچے ذہنی کشمکش کا شکار ہو جاتے ہیں اور ساری عمر حقیقی شفقت پدری سے محروم زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جس کا مظہر ہم روز ہونے والے واقعات میں دیکھ سکتے ہیں۔

اب طلاق وخلع کی شرح میں اضافے کے اسباب کا جائزہ لینا ہے ان کے اصل محرکات کیا ہیں، ان کا سدباب کیسے کیا جا سکتا ہے ان تمام باتوں کو سیرت کے آئینے میں دیکھتے ہیں اور معاشرے میں پھیلنے والی اس خرابی کو ختم نہیں تو کم ضرور کرنے کی کوشش تو کی جا سکتی ہے۔

اس اہم موضوع پر لکھنا وقت کے ساتھ انصاف کرنے کے مترادف ہے بلاشبہ طلاق اور خلع کا بڑھتا ہوا رجحان ہمارے معاشرے کو تباہی کی طرف دھکیلنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم اپنی تہذیب وتمدن سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور جس طرح کنواری لڑکیوں کی خاصی تعداد ہے اسی طرح مطلقہ خواتین کا بھی روز بہ روز اضافہ ہو رہا ہے۔ جہاں شریعت نے طلاق اور خلع دینے کا حکم دیا وہی اس کا طریقہ بھی بتایا۔ جبکہ یہاں ہر چھوٹی چھوٹی بات پر طلاق وہ بھی تین طلاقیں ایک ساتھ دینے کا رواج عام ہو گیا اور عورت بھی نامناسب حالات میں خلع کیلئے عدالت کی دہلیز پر پہنچ جاتی ہے۔ اس مضمون میں ہم سب سے پہلے خلع کی تعریف مستند اور معتبر کتب سے کرینگے پھر سیرت کی روشنی میں اسباب وتدارک کو بیان کرینگے۔

> خلع، عربی زبان کا لفظ ہے اور خَـلْـعٌ سے نکلا ہے جس کے معنی ''اتارنے'' کے آتے ہیں، عرب کہتے ہیں کہ خَـلَعتُ اللباس، میں نے لباس اتار دیا، اس لفظ کو زوجین کی جدائی کیلئے اس لئے مستعار لیا گیا ہے کہ قرآن کریم میں شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے اور خلع سے دونوں اپنا یہ معنوی لباس اتار دیتے ہیں۔(۱)

علامہ ابن ہمام علیہ رحمہ نے خلع کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی ہے:

> ''ازالة الملک النکاح ببدل بلفظ الخلع''
>
> ''خلع کے لفظ کے ذریعے معاوضہ لے کر ملک نکاح کو زائل کرنا۔''(۲)

امام راغب اصفہانی علیہ رحمہ نے خلع کی تعریف اس طرح بیان کی ہے۔

> الـخُـلْعُ: اس کے معنی اتار دینے کے ہیں۔ اور انسان کا اپنے کپڑے وغیرہ اور گھوڑے کا جھول اور پوزی وغیرہ اتارنے پر بولا جاتا ہے۔(۳)

قرآن پاک میں ہے۔

> ''فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ''

تو تو اپنے جوتے اتار ڈال۔(سورۃ طٰہٰ: آیت،۲۱)

مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمہ اپنی شہرہ آفاق کتاب بہار شریعت میں خلع کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔

مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں اور عورت کو قبول کرنا شرط ہے بغیر اس کے قبول کئے خلع نہیں ہوسکتا اور اس کے الفاظ معین ہیں ان کے علاوہ اور لفظوں سے نہیں ہوگا۔(۴)

خُلَع : عورت کو مال کے عوض طلاق دینا۔ (۵)

خُلَع : عورت کا کسی معاوضے کے بدلے طلاق حاصل کرنا۔(۶)

اصطلاح میں خلع عورت سے کچھ لے کر اس کو نکاح سے آزاد کردینے کا نام ہے۔یعنی ''خلع'' یا اس طرح کے کسی اور الفاظ سے نکاح ختم کردینا جو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہو خلع کہلاتی ہے۔

خلع کا ثبوت قرآن سے:

خلع سے متعلق رب تعالیٰ نے اپنی پیاری کتاب قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

''فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُودَ اللّٰہِ فَاُولٰئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ٥ (سورۃ البقرۃ: آیت:۲۲۹)

پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہیں حدود پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے، یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

شان نزول:

یہ آیت جمیلہ بنت عبداللہ کے باب میں نازل ہوئی یہ جمیلہ ثابت بن قیس ابن شماس کے نکاح میں تھیں اور شوہر سے کمال نفرت رکھتی تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اپنے شوہر کی شکایت لائیں اور کسی طرح ان کے پاس رہنے پر راضی نہ ہوئیں تب ثابت نے کہا کہ میں نے ان کو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کریں میں ان کو آزاد کردوں جمیلہ نے اس کو منظور کیا ثابت نے باغ لے لیا اور طلاق دے دی اس طرح کی طلاق کو ''خلع'' کہتے ہیں۔(۷)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمہ اس واقعہ سے متعلق لکھتے ہیں۔

''اسلام میں یہ پہلا خلع ہوا''۔(۸)

خلع کا ثبوت حدیث شریف سے:

عن ابن عباس ان امراة ثابت بن قیس اتت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، فقالت: یارسول اللّٰہ، ثابت بن قیس ما اعتب علیہ فی خلق ولا دین ولکنی اکرہ الکفر فی الاسلام فقال رسول اللّٰہ ﷺ، اتر دین علیہ حدیقتہ؟

قالت: نعم، قال رسول اللّٰہ ﷺ: اقبل الحدیقة وطلقھا تطلیقة

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! ثابت بن قیس کے اخلاق و دین کی نسبت مجھے کوئی کلام نہیں مگر اسلام میں کفرانِ نعمت کو میں پسند نہیں کرتی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اس کا باغ (جو مہر میں تجھ کو دیا ہے) تو وہ واپس کر دے گی؟ عرض کی ہاں حضور نے ثابت بن قیس سے فرمایا باغ لے لو اور طلاق دے دو۔(۹)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اس حدیث سے متعلق لکھتے ہیں اس حدیث کی روشنی میں یہ ہونا چاہیے کہ جب کسی عورت کو کسی طبعی ناہمواری کی وجہ سے شوہر ناپسند ہو اور یہ نفرت اس قدر بڑھ جائے کہ وہ اس نفرت کی وجہ سے شوہر کے حقوق ادا نہ کر سکے تو پھر وہ قاضی اسلام سے رجوع کرے اور قاضی مہر واپس کر کے شوہر سے طلاق دلا دے یاد رہے کہ یہاں قاضی شوہر سے طلاق دلوائے گا از خود نکاح فسخ نہیں کریگا۔(۱۰)

طلاق اور خلع کیوں مشروع کی گئی؟

اسلام کا منشاء یہ ہے کہ جو لوگ رشتہ نکاح میں منسلک ہو جائیں ان کے نکاح کو قائم اور برقرار رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے اور اگر کبھی ان کے درمیان اختلاف یا نزاع پیدا ہو تو رشتہ دار اور مسلم سوسائٹی کے ارباب حل وعقد اس اختلاف کو دور کر کے ان میں صلح کرائیں اور اگر ان کی پوری کوشش کے باوجود زوجین میں صلح نہ ہو سکے اور یہ خطرہ ہو کہ اگر یہ بدستور رشتہ نکاح میں بندھے رہے تو یہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکے گے اور نکاح کے مقاصد فوت ہو جائیں گے تو ان کی عدم موافقیت اور باہمی نفرت کے باوجود ان کو نکاح میں رہنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ اس صورت میں ان کی، ان کے رشتے داروں اور معاشرہ کے دیگر افراد کی بہتری اور مصلحت اسی میں ہے کہ عقد نکاح کو توڑنے کے لئے شوہر کو طلاق دینے سے نہ روکا جائے۔ طلاق کے علاوہ عقد نکاح کو فسخ کرنے کیلئے دوسری صورت میں یہ ہے کہ عورت شوہر کو کچھ دے دلا کر خلع کرا لے اور تیسری صورت قاضی کی تفریق ہے اور چوتھی صورت یہ ہے کہ جن دو مسلمان حلقوں کو نزاعی حالت میں یہ معاملہ سپرد کیا گیا ہو وہ نکاح کو فسخ کرنے کا فیصلہ کر دیں۔

طلاق کو مرد کے اختیار میں دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وقوع طلاق میں عورت کا بالکل دخل نہیں ہے عورت کو خلع کا اختیار دیا گیا ہے اگر عورت کو مرد کی شکل وصورت پسند نہ ہو یا کسی اور طبعی نامناسب کی وجہ سے وہ مرد کو ناپسند کرتی ہو تو وہ اپنا مہر چھوڑ کر یا کچھ اور دے دلا کر شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔(۱۱)

خلع کے اسباب اور تدارک:

خلع کا رجحان ہمارے معاشرے میں روز بہ روز بڑھتا جارہا ہے جس کی وجہ سے نا صرف میاں بیوی الگ ہوتے ہیں بلکہ دو خاندانوں میں کشیدگیاں، نفرتیں اور برائیاں بڑھ جاتی ہیں اور سب سے بڑا نقصان بچوں کا ہوتا ہے۔ جو بچپن میں ہی باپ کی شفقت اور ماں کی محبت سے محروم ہو جاتے ہیں جس دور میں ان کو اپنے والدین سے محبت، شفقت اور الفت ملنی چاہیے، اس وقت اگر خلع ہو جائے تو ساری زندگی یہ بچے ماں کی ممتا اور باپ کے دست شفقت سے محروم رہتے ہیں کیونکہ خلع کے بعد اگر بچے ماں کے ساتھ ہوں اور وہ عورت دوسرا نکاح کرلے تو کیا معلوم کہ دوسرا شوہر ایک اچھا باپ بھی ثابت ہو۔ اسی طرح اگر بچے اپنے والد کے ساتھ ہوں اور خلع کے بعد وہ شخص دوسرا نکاح کرلے تو موجودہ حالات کے مطابق کیا دوسری بیوی ان بچوں کو ماں کی طرح محبت سے رکھے گی؟

اسی لئے خلع کے بڑھتے ہوئے رجحان کے متعدد اسباب ہیں جن کا احاطہ اس چھوٹے سے مضمون میں نہیں کیا جاسکتا اس لئے وقت کی نزاکت اور موضوع کی مناسبت سے چند اہم اسباب دورِ حاضر سے متعلق قلم بند کیے جاتے ہیں، ممکن ہیں جن کو پڑھ کر اس مسئلہ کو حل کرنے میں خاطر خواہ مدد ملے گی اور بالخصوص ہماری نوجوان نسل کو اپنے غصے پہ قابو پانے اور مزاج میں نرمی لانے میں مدد حاصل ہوگی اور خلع کی بڑھتی ہوئی شرح میں کمی کا سبب بنے گی اللہ رب العزت کی عطا سے نظر مصطفیٰ ﷺ سے اور بزرگوں کی دعا سے ''ان شاء اللہ''۔

علم کا فقدان:

طلاق و خلع کی شرح میں اضافے کا اصل اور سب سے اہم سبب علم و آگہی کا فقدان ہے۔ مرد اور عورت یعنی زوجین کا نکاح۔ طلاق اور خلع کے بنیادی مسائل سے لاعلم ہونا۔

یہاں علم سے مراد شریعت کا علم ہے کیونکہ اس کے حصول سے خلع، طلاق اور ازدواجی زندگی کے بہت سے مسائل آگہی ملتی ہے۔ علم کی اہمیت سے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد مبارک:

''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ......'' (۱۲)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔

اس حدیث کے تناظر میں فقہاء نے یہ مسئلہ بیان کیا کہ ہر مسلمان کیلئے ان امور کا علم حاصل کرنا فرض ہے، جن کا تعلق اس کی عملی زندگی سے ہو۔

اس بات کا خاص خیال رہے کہ یہاں دینی علوم مراد ہیں صرف دنیاوی نہیں دونوں علوم کا وقت کی ضرورت کے مطابق سیکھنا ضروری ہے، جہاں تک بات خلع کی شرح میں اضافے کی ہے تو اس کو سمجھنے کیلئے حال ہی میں ہونے والے ایک سروے رپورٹ کو سامنے رکھیں تو مسئلہ باآسانی حل ہو جائے گا۔ ملک کے لوگوں کو تین طبقات میں تقسیم کیا گیا پہلا اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ (High

Class) دوسرا متوسط طبقہ (Middle Class) اور تیسرا ان پڑھ طبقہ (Lower Class) ان تینوں میں طلاق وخلع کی شرح کا جملہ موازنہ کیا گیا تو سب سے زیادہ طلاق وخلع کی شرح اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں میں ہے کیونکہ اعلیٰ طبقہ کے مرد وخواتین بالعموم انسانی جذبات اور احساسات سے عاری ہوتے ہیں جس کی وجہ سے خلع وطلاق کی شرح کا تناسب بھی اسی طبقہ میں زیادہ ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس طبقہ کے تمام مرد اور خواتین ایک جیسے ہیں بلاشبہ اس طبقہ میں بھی ہزاروں شریف النفس اور مثالی جوڑے موجود ہیں۔

جبکہ درمیانی طبقہ کی خواتین و مرد ایثار و وفا کے پیکر ہوتے ہیں لیکن اس طبقہ میں بھی انتہائی خود غرض، بے رحم اور شقی القلب لوگ موجود ہیں۔ جب اس طبقہ سے کوئی خاتون اپنا مسئلہ لے کر دارالافتاء آتی ہے تو ہم اس سے پوچھتے ہیں کیا آپ اپنی ازدواجی زندگی سے ناخوش ہیں؟ کیا آپ خلع لینا چاہتی ہیں؟ تو اس کا جواب ہوتا ہے نہیں اگر مجھے طلاق ہوگئی تو میرے والدین پر کیا گزرے گی وہ تو کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہیں گے اور میری چھوٹی بہنوں کے رشتے کا مسئلہ حل نہیں ہوگا لوگ کیا پوچھیں گے کہ بڑی بہن کو طلاق کیوں ہوئی یا اس نے خلع کیوں لی ضرور کوئی بات ہے۔ کیونکہ ہمارے معاشرے میں یہ رجحان عام ہے کہ مرد کے دامن پہ کتنے ہی داغ ہو پھر بھی وہ پارسا ہے لیکن اگر عورت کے دامن پر طلاق کا داغ لگا تو باقی زندگی اس کی اذیت اور مشکلات کا شکار ہو جاتی ہے۔

اور تیسرا طبقہ بھی اس مسئلہ میں آگے ہے کیونکہ ایک تو وہ ان پڑھ ہیں اور غربت کا شکار بھی اور ہمارے ملک کی آبادی کا بڑا حصہ اسی غریب طبقہ پر مشتمل ہے۔

اس کے ساتھ اگر ہم دینی تعلیمات سے آراستہ لوگوں کی بات کریں تو ان کے یہاں طلاق وخلع کی شرح نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ دینی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے زوجین میں استقامت، رواداری اور شرم وحیاء کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں جو ایک دوسرے کا ہر حال میں ساتھ دینے کا جذبہ دیتی ہیں۔

کم علمی اور جہالت کی ایک مثال جو ہمارے ملک کے بیشتر علاقوں میں جہاں پنچائیت کا یا جرگے کا رواج ہے اور گاؤں کا سردار یا خاندان کا بڑا خود فیصلہ کرتا ہے۔ جو بعض اوقات یہ فیصلے شریعت کے خلاف ہوتے ہیں'' مثلاً جب میاں بیوی میں کسی بات پر جھگڑا ہوا اور شوہر نے تین طلاقیں دے دی یا عورت نے مہر معاف کر کے خلع لے لی، جب یہ سب ہونے کے بعد خاندان کے بڑوں تک یہ مسئلہ پہنچتا ہے تو وہ کہتے ہیں کچھ نہیں ہوا یہ طلاق اور خلع نہیں ہوئی کیونکہ ہم سے مشورہ نہیں کیا اور ایک دوسرے کو معاف کرو اور ساتھ رہو تم بچوں کی زندگی کیوں تباہ کرنے میں لگے ہو ہم بڑے ہیں ہم فیصلہ کریں گے اور کسی کو بتانے کی ضرورت بھی نہیں خاص طور پر مفتیان اور علماء کو وہ خواہ مخواہ تمہیں طلاق کا فتویٰ دے دیں گے ان کا اور کام ہی کیا''

جب اتنی باتیں سننے کو ملے تو پھر بھلا کون طلاق اور خلع کا سوچے گا اور زوجین دوبارہ ایک ساتھ رہنے کو ترجیح دیتے ہیں معافی کے بعد، حالانکہ یہ مسئلہ اب معافی کا نہیں ہے اگر شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں تو بغیر حلالہ شرعی کے وہ ایک ساتھ نہیں رہ سکتے اور اگر خلع ہوئی ہے تو یہ طلاق بائن ہے جس کی عدت گزارنے کے بعد یہ دونوں باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کریں گے اور اب صرف دو طلاقوں کا اختیار ہوگا شوہر کو۔

ہمارے معاشرے میں ایسے کئی گھرانے ہیں جو ان حالات سے دوچار ہیں یہ سب جہالت اور کم علمی کا نتیجہ ہے جو ہمارے گھرانوں کو تباہ کرنے میں مصروف ہے۔

تدارک:

جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ان کی روک تھام کیلئے لوگوں میں علم حاصل کرنے کا جذبہ بیدار کرنا ہوگا اور اس کام کو سب سے بہتر انداز میں علماء کرام و مفتیان عظام ادا کر سکتے ہیں۔ لوگوں کو نکاح کے فوائد طلاق اور خلع کے نقصانات بیان کریں اور ساتھ ہی جب نوبت علیحدگی کی آ جائے تو طلاق اور خلع کی صورتیں اور شرعی طریقہ بھی بتا دیں۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے طلاق و خلع سے پہلے جن تدابیر کا حکم دیا ہے وہ ان آیات کریمہ میں بیان کی گئی ہیں۔

والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن ط فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا ط ان اللّٰہ کان علیا کبیرا o وان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہ و حکما من اھلھا ان یریدا اصلاحا یوفق اللّٰہ بینھما ط ان اللّٰہ کان علیما خبیرا o

اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو، تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آ جائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بلند بڑا ہے۔ اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

(سورۃ النساء، آیت ۳۴۔۳۵)

اس آیت مبارکہ میں طلاق و خلع سے قبل کی تدابیر بیان کی گئی ہیں کہ انسان غصے میں آ کر طلاق نہ دے اور نہ ہی چھوٹی چھوٹی بات پر خفا ہو کے عورت خلع کا مطالبہ کرے بلکہ دونوں ایک دوسرے کو سمجھنے اور سمجھوتہ کرنے کی مکمل کوشش کرنی چاہیے تا کہ بات بات پر الگ ہونے کا اعلان نہ کریں۔

اگر پھر بھی صلح کی کوئی راہ نہ نکلے تو دونوں کی طرف سے ایک ایک ثالث یعنی صلح کرنے والا مقرر کیا جائے، جو دونوں کے درمیان تصفیہ کرانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور وہ یہ کام خلوص نیت اور صدق دل سے کریں پھر یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شامل حال ہوگی۔ اس بات کا اندازِ بیاں اتنا حسین ہے کہ اگر اس پر صحیح معنوں میں عمل کیا جائے تو معاشرے میں خلع اور طلاق کی شرح میں خاطر خواہ کمی ضرور واقع ہوگی اور اس طرح خلع کا مطالبہ کرنے سے پہلے عورت کو اور طلاق دینے سے پہلے مرد سوچنے سمجھنے اور اپنے بڑوں سے مشورہ کرنے کا پورا پورا موقع میسر ہوگا ورنہ طلاق یا خلع کے بعد سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

سسرالیوں کا ناروا سلوک:

سسرال عورت کا دوسرا گھر ہوتا ہے، جس کو بنانے کیلئے صرف پیسے کی ضرورت نہیں بلکہ پیار، محبت، الفت اور احترام بھی ضروری ہے۔ شادی کے بعد یہی عورت کا اپنا گھر ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں اس بات کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے کہ سسرال میں عورت کے ساتھ ناروا سلوک رکھا جاتا ہے ہر گھر میں نہ سہی لیکن ہر تیسرے گھر کا یہ معاملہ ضرور ہے، جبکہ سسرالی رشتے کی اہمیت کو اللہ رب العزت نے اپنی پیاری کتاب میں اس طرح بیان کیا۔

"وھو الذی خلق من المآء بشراً فجعله نسبا و صھراً ط و کان ربک قدیراً"

اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔

(سورۃ الفرقان: آیت: ۵۴)

اللہ تعالیٰ نے سسرال کے رشتے کو مقدس قرار دیا ہے اور نوعِ انسانی کی بقاء کا اور نسلِ انسانی کی افزائش کا ذریعہ بنایا ہے لیکن آج کے انسان نے جہاں دیگر رشتوں کے احترام کو پیروں تلے روند دیا وہیں سسرالی رشتے میں بھی وراڑیں پیدا کر دیں۔

اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ شوہر کی بہن یعنی نند اپنی بھاوج سے اچھے طریقے سے پیش نہیں آتی اور ساس بہو کی جنگ تو ہر دور میں قابل ذکر رہی ہے جب سسرال کا یہ رویہ ہوگا تو عورت کس طرح سسرال میں سکھ کا سانس لے گی۔ اسی کے ساتھ ساتھ خاص طور پر لڑکے کی والدہ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ بہو ہر بات میں ان کی پیروی کرے جب تو وہ اچھی بہو کہلانے کے لائق ہو گی اور جب بہو ان کے معیار پر اور امیدوں پر پورا نہیں اترتی تو ساس کا صرف ایک مطالبہ ہوتا ہے کہ بیٹا میں تیرے لئے اس سے بھی اچھی لڑکی تلاش کر لوں گی بس تو اس کو چھوڑ دے۔ اگر والدین اپنے رویے میں تبدیلی نہیں لاتے تو کئی دفعہ وہ بیٹے کے لئے آزمائش بن جاتے ہیں کیونکہ بیٹا اپنی انتہائی چاہت اور کوشش کے باوجود بھی والدین کے ناروا سلوک سے تنگ آ کر غلط فیصلے پر مجبور ہو جاتا ہے اور بیوی کو طلاق دے کر اپنے ہی ہاتھوں اپنے ہنستے بستے گھر کو اجاڑ دیتا ہے۔

یہ تصویر کا ایک رخ ہے جس میں عورت پر ظلم کی داستان رقم کی گئی ہے جبکہ اس کا دوسرا رخ، خود عورت کا غیر مناسب رویہ اپنے سسرال کے ساتھ ہے جو معاشرے میں بگاڑ کا باعث بن رہا ہے۔ یعنی عورت نہ اپنے شوہر کی عزت کرتی ہے اور نہ ہی ساس سسر اور دیگر سسرالیوں کی بلکہ بات بات پر طعنہ دیتی ہے کہ شادی سے پہلے آپ نے کہا تھا "رانی بنا کر رکھوں گا اور اب نوکرانی بنا دیا" میرا کام آپ کا خیال کرنا ہے آپ کے والدین اور بہن بھائیوں کا نہیں۔ اور ہر چھوٹی چھوٹی بات پر میکے آ کر بیٹھ جانا پھر عورت کی ماں کا اس کو نیا سبق سکھانا کہ اب اپنے شوہر کو الگ کر لے، اپنا الگ گھر بنا، پوری تنخواہ اپنے ہاتھ میں رکھ اور سارے خرچے خود کر یہ سبق گھر کو اجاڑنے میں جلتی پہ تیل کا کام کرتا ہے اور بسا اوقات ان حرکات وسکنات کا بہت برا نتیجہ ہوتا ہے جبکہ شوہر اپنے والدین سے الگ نہیں ہونا چاہتا اور بیوی کے حقوق بھی ادا کر رہا ہو پھر بیوی کے رویے میں لچک نہ ہو تو، بیوی خلع کا مطالبہ کرتی ہے اور طلاق لیکر اپنی ماں کے گھر جانے کو ترجیح دیتی ہے جو ماں کی غلط تربیت اور غلط طریقوں پر عمل کرنے کا نتیجہ ثابت ہوتی ہے۔

اگر ہم ان تمام باتوں پر غور وفکر کریں تو جواب با آسانی سمجھ میں آتا ہے کہ لڑکی کی ماں کی غلط باتیں خلع اور لڑکے کی ماں یا گھر والوں کی غلط تدابیر طلاق کی صورت میں نظر آتیں ہیں اور ایک یہ بھی وجہ ہے جو معاشرے میں خلع کی شرح میں اضافے کا باعث بن رہی ہے۔

تدارک:

ان مسائل کا حل مشکل نہیں ہم میں سے ہر ایک کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے۔اور ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے گھر کو بچانے کی نا کہ تباہ کرنے کی۔اگر لڑکی کسی بات پر ناراض ہو کر شوہر سے یا اس کی فیملی سے جھگڑا کر کے میکے آجائے تو اس کو سمجھا کر واپس سسرال بھیج دینا چاہئے اور اس طریقے سے اس کے شوہر سے بات کرنی چاہئے کہ بیٹا یہ مسائل کیوں جنم لے رہے ہیں ممکن ہے اس میں کوتاہی لڑکے کی یا اس کی والدہ یا بہنوں کی ہو۔لیکن ہمارے معاشرے میں اس کے برعکس کیا جاتا ہے اگر لڑکی میکے آجائے تو ماں اس کو سمجھانے کے بجائے اس کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، طیش دلایا جاتا ہے اور جان بوجھ کر اسے تباہی کے دہانے پر پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا جاتا ہے۔

اور بات صرف میکے رکنے تک نہیں رہتی بلکہ لڑکی کو خلع لینے پر زور دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تو اس سے خلع لے اور بچے بھی اس کے گھر چھوڑ کے آنا میں تیرے لئے ایک سے ایک رشتہ لے آؤں گی۔

اب یہی بات ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچیں کہ اسلام کی منشاء کیا ہے؟ اگر ان باتوں کا حل یہی جذباتی فیصلوں پر منحصر ہوتا تو شریعت ہمیں ہر نا چاقی، جھگڑے اور پریشانی کا واحد حل طلاق یا خلع کی صورت میں بتاتی لیکن ہمارا پیارا دین ہمیں بسانا چاہتا ہے نا کہ اجاڑنا، اسلام نے تو ایسے معاملات میں Step by Step حل بتائیں ہیں کہ پہلے خود سمجھاؤ پھر نہ مانیں تو بستر الگ کرلو جو کہ ایک عورت کے لئے بہت بڑی سزا ہے اگر وہ سمجھے، پھر کہا کہ تادیباً مارو لیکن ایسا نہیں کہ جسم پر نشان آجائیں اگر پھر بھی بات نہ بنے تو دونوں خاندانوں میں سے بڑوں کو صلح صفائی کیلئے بلاؤ اور مسئلہ کو سلجھانے کی ہر ممکن کوشش کرو اور اگر نیک نیتی سے یہ کام ہو تو اللہ کی مدد شامل حال ہوگی۔دین اسلام نے تو یہ طریقے بتائیں ہیں لیکن آج کے معاشرے میں تو صرف خانہ پوری کیلئے بات چیت کی جاتی ہے فیصلہ تو پہلے ہی ہو چکا ہوتا ہے اگر ان باتوں کو عملی زندگی میں جگہ دی جائے تو کسی حد تک خلع کی شرح کے اضافے میں کمی واقع ہوگی۔

اس ہی بات کو لڑکے کے والوں پر رکھ کر دیکھیں جب بہو کسی بات کو نہیں مان رہی تو ساس کا کام اپنی بہو کو سمجھانے کا ہے نا کہ ایک کی دس لگا کر بیٹے کے کان بھرے جائیں اور اس کو بیوی سے اتنا متنفر کر دیا جائے کہ وہ طلاق دینے کا ارادہ کرلے اور اس کے ساتھ ساتھ ماں، بیٹے کو یہ کہتی ہے کہ اسلام میں ماں کا مقام سب سے اعلیٰ ہے تو میرے کہنے پر اس کو طلاق دے دے۔اب اس بات کو ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں دورِ حاضر کی کتنی مائیں اپنی بہوؤں کو طلاق اس وجہ سے دلاتی ہیں کہ وہ دین پر عمل نہیں کرتی یا صوم وصلوٰۃ کی پابند نہیں ہے۔تو بات واضح ہو جائے گی کہ یہ امر شرعی مصلحت کے تابع نہیں بلکہ اس پر نفسانیت کا غلبہ ہے، ظلم اور صریح ناانصافی کا

باعث ہے تو اس حکم کی تعمیل واجب نہیں۔ تاہم والدین کا احترام کرے اور ہر جائز امور میں ان کی فرماں برداری جاری رکھے اور نہایت نرمی اور تواضع کے ساتھ انہیں اپنا موقف سمجھانے کی کوشش کرے۔ کیونکہ شریعت کے جو عمومی احکام ہیں وہ یہ ہیں۔

ارشاد حق تعالیٰ ہے۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط

''نیکی اور تقوے کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔'' (سورۃ المائدۃ: آیت:۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔

''یعنی کسی ایسے امر میں مخلوق کی اطاعت لازم نہیں ہے (خواہ اس کا مرتبہ کتنا ہی بڑا ہو) جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آتی ہو، لزوم اطاعت تو صرف نیک کاموں میں ہے۔'' (۱۳)

ان تمام مسائل کا حل اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ اگر زوجین میں کسی بات پر ناچاقی اور نااتفاقی ہو جائے تو دونوں کے والدین کو بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظرانداز کرنا پڑے گا۔

اگر ان کی کوئی بات یا عمل برا لگا ہو یا مزاج کے خلاف ہو تو اس کو اچھائی میں بدل دو۔

جیسا کہ ارشاد حق تعالیٰ ہے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط

''اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال''۔ (سورۃ حٰم السجدۃ: آیت ۳۴)

اس کی تفسیر میں صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمہ لکھتے ہیں:

''مثلاً غصہ کو صبر سے اور جہل کو حلم سے بدسلوکی کو عفو سے کہ اگر تیرے ساتھ کوئی برائی کرے تو معاف کر''۔ (۱۴)

یہ اسلام کی تعلیمات ہیں کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دو۔ لہٰذا ساس اپنی بہو کو اور بہو اپنی ساس کو اچھے اخلاق سے زیر کرنے اور ایک دوسرے کے دل میں گھر بنانے کی کوشش کریں تو بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔

''بہو اپنے سسرال کو اپنا گھر سمجھے اور ساس سسر کو والدین اور نندوں کو اپنی بہن کا درجہ دے اسی طرح ساس سسر، بہو کو بیٹی اور نندیں بھابھی کو بڑی بہن کا درجہ دیں تو ہر گھر گلزار ہو جائے گا۔''

میڈیا کا منفی کردار:

خلع کی شرح میں اضافے کا ایک سبب موجودہ فلمیں، ڈرامے اور میڈیا پر دکھائے جانے والے غیر حقیقی معاملات پر مبنی پروگرامز بھی ہیں۔ فلمی دنیا کے غیر اخلاقی اشتہاء انگیز اور اخلاق باختہ مناظر نے نہ صرف ہماری نئی نسل کے دل ودماغ کو ماؤف کر کے رکھ دیا ہے بلکہ شادی شدہ افراد کے ذہنوں کو بھی منتشر کر کے رکھ دیا ہے۔

اس دور میں جس طرح کے کردار ڈراموں میں دکھائے جا رہے ہیں وہ ہماری نئی نسل کو نا پختہ کم ادر بے راہ روی زیادہ سکھا رہے ہیں۔ خلع میں اضافہ کا ایک اہم سبب ان ڈراموں میں خواتین سے ایسے کردار کرانا جو انہیں آزادی کے نام پر آوارگی اور بے راہ روی کی طرف لے جاتے ہیں اور نکاح کے بعد معاملات الجھاؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ میڈیا زیادہ تر ایسے پروگرامز ڈرامے اور فلمیں پیش کرتا ہے جس سے معاشرے میں اخلاقیات اور ادب واحترام کا خاتمہ ہوتا نظر آ رہا ہے۔ جو ایک اہم سبب بن رہا ہے خلع کی شرح میں اضافے کا۔

تدارک:

اربابِ اقتدار کی یہ ایک اہم ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے غیر اخلاقی پروگرامز، ڈرامے اور فلمیں جو معاشرے میں اخلاقی تباہی، عریانیت اور آوارگی کا سبب بن رہے ہیں ان پر فی الفور پابندی لگائی جائے۔ اب تو معاذ اللہ ایسے مارنگ شوز آ رہے ہیں جس میں شعائر اسلام اور مقدس ہستیوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور بعض ڈراموں میں تو ایسے کردار پیش کئے جاتے ہیں جن سے اسلام کا غلط استعمال اور پیغام لوگوں تک پہنچایا جا رہا ہے۔ ایسے لوگ جو معاشرے میں برائی، بے حیائی، فحاشی اور بے ہودگی پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں۔ ان سے متعلق ارشاد حق تعالیٰ ہے۔

اَنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِي الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ط
وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ o

وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے ان کیلئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (سورۃ النور، آیت: ۱۹)

یہ تو ذمہ داری اربابِ اقتدار کی بیان ہوگئی، بحیثیت مسلم ہماری کیا ذمہ داری ہے اور بحیثیت فرد ایک گھرانے کیلئے ہم نے کیا کرنا ہے۔ اگر چینلز پر اصلاحی پروگرامز نہیں آ رہے تو کم از کم ہم اپنے گھر کی حد تک تو کنٹرول کر سکتے ہیں کہ غیر اخلاقی فلمیں اور ڈرامے نہ دیکھے جائیں اسلامک اور مہذب پروگرامز کو ان کی جگہ دیکھا جائے جس میں دین کی صحیح تعلیم بھی ملے اور اسلامی ثقافت سے آگاہی بھی۔

اپنے گھر والوں کو ان چیزوں کی افادیت جو معاشرتی اصلاح کا باعث بنے ان سے آگاہی دی جائے اور ہر قسم کی برائی سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ جو الیکٹرونک میڈیا اور پرنٹ میڈیا اور ساتھ ہی انٹرنیٹ اور موبائل کے غلط استعمال سے پھیل رہی ہے۔ کئی

ایسے واقعات سامنے آئے ہیں جس میں عورت خلع کا بے جا مطالبہ کرتی نظر آئی ہے اس وجہ سے کہ گھر والوں سے یعنی سسرال سے نہیں بنتی اور شوہر نے بیوی کو اس بات پر طلاق دی کہ اس کی شکل وصورت پسند نہیں وہ بھی شادی کے چند برس بعد۔

اب اگر بیوی کی سسرال سے نہیں بن رہی تو سمجھوتہ کرے اپنے شوہر اور بچوں کیلئے ورنہ الگ بھی رہ سکتی ہے سسرال سے لیکن اس صورت میں شوہر کو اپنے والدین کے حقوق کا بھی خاص خیال رکھنا ہوگا۔ اگر کوئی شرعی وجہ نہ ہو صرف بیوی کی صورت پسند نہ ہو تو اس کو طلاق نہ دد ہو سکتا ہے اللہ نے اس میں اور کوئی خوبی یا بھلائی رکھی ہو، ہو سکتا ہے اسی عورت سے بہت سے حسین وجمیل اور نیک سیرت اولاد پیدا ہو جو تمہاری تسکین طبع کا باعث بنیں اور ان کی نیکیاں تمہارے لئے صدقہ جاریہ بن جائیں۔

اس بات کو رب تعالیٰ نے ان الفاظ کے ساتھ نہایت خوبصورت انداز میں بیان کیا۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝

اور ان سے اچھا برتاؤ کرو، پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔ (سورۃ النساء: آیت ۱۹)

یہاں پروردگار عالم نے مردوں کو عمومی حکم دیا ہے کہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی گزارو، اس سے مراد ہر طرح کی نیکی اور حسن سلوک ہے اور وہ تمام باتیں شامل ہیں جو ازدواجی زندگی کو کامیاب بنانے کیلئے ضروری ہیں۔ یہ حکم مردوں کو ہے کہ وہ عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کا معاملہ کریں۔

جبکہ عورتوں کو حکم دیا گیا اور بیوی کی ذمہ داریوں کو اس طرح بیان کیا:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ط

تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں۔ جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا ہے۔ (سورۃ النساء، آیت ۳۴)

اس آیت مبارکہ میں عورت کی پہلی ذمہ داری بحیثیت بیوی اپنا رویہ درست رکھنا ہے، شوہر کا ادب کریں اس کے معاملات میں اس کا ہاتھ بٹائیں اور اس کی دلجوئی کی ہر ممکن کوشش کرے تاکہ شوہر اس پر مکمل اعتماد کرے اور اس کو عزت وتکریم کی نگاہ سے دیکھے۔

اسی طرح ارباب اقتدار کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہیے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلاَ فَکلکُم رَاعٍ وَکُلکُمْ مَسئول عن رعیته

تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (۱۵)

مفتی سید صابر حسین صاحب زوجین کی ذمہ داری سے متعلق لکھتے ہیں:

میاں بیوی میں اس وقت تک پائیدار محبت قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ دونوں ایک دوسرے کا دل سے احترام

نہ کریں اور ایک دوسرے کو حسن سلوک سے اپنا گرویدہ نہ بنالیں اور زوجین کے درمیان باہمی احترام وعزت کا رشتہ تب ہی مضبوط ہوگا، جب ایک دوسرے کے حقوق پورے کریں گے۔(۱۶)

خلع کے الفاظ:

احناف کے نزدیک خلع کے لئے پانچ الفاظ ہیں:

خالعتک (میں نے تم کو خلع دیا)

باینتک (میں نے تم سے باہم علیحدگی اختیار کی)

بارئتک (میں نے تجھ سے باہم برات حاصل کی)

اور خرید وفروخت کے الفاظ سے مثلاً بیوی کہے:

میں نے تجھ سے اتنے روپیہ کے عوض طلاق خریدی۔

یا شوہر کہے: میں نے تجھ سے طلاق اتنے روپیہ کے عوض فروخت کی۔(۱۷)

خلع کا رکن:

خلع کے رکن سے متعلق علامہ کاسانی علیہ رحمہ لکھتے ہیں:

و اما رکنه فهو الایجاب و القبول لانه عقد علی الطلاق بعوض فلا تقع الفرقة و لا یستحق العوض بدون القبول۔

''رہا خلع کا رکن تو وہ ایجاب اور قبول ہے، اس لئے کہ یہ معاوضہ کے ساتھ طلاق کا معاملہ ہے، للہذا بغیر قبول کے علیحدگی واقع نہیں ہوگی۔(۱۸)

خلع کا حکم:

''مال کے بدلے میں طلاق دی اور عورت نے قبول کرلیا تو مال واجب ہوگا اور طلاق بائن واقع ہوگی۔''(۱۹)

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب خلع کے رکن سے متعلق لکھتے ہیں:

واضح رہے کہ فقہاء کی اصطلاح میں کسی عمل کا رکن وہ چیز ہوتی ہے جس کے بغیر اس عمل کا شرعی وجود (Legal Entity) ہی نہیں ہوتا، مثلاً سجدہ نماز کا رکن ہے اس لئے سجدہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اسی طرح ایجاب وقبول خلع میں بھی رکن ہیں جس کے بغیر خلع نہیں ہوسکتا۔(۲۰)

خلع سیرت کے آئینے میں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت انسانیت کیلئے مشعل راہ ہے، آپ ﷺ نے زندگی کے ہر گوشے میں رہنمائی فرمائی۔ خلع سے متعلق بھی آپ علیہ السلام کی جامع تعلیمات ہیں۔ آپ ﷺ کے دورِ مبارک میں بھی خلع کا مسئلہ آیا تھا جو حضرت ثابت بن قیس کی زوجہ لے کر آئیں تھیں وہ حدیث ہم اپنے مضمون کے شروع میں تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔ تو اس مسئلہ پر سرکارِ دو عالم ﷺ نے ان کی زوجہ سے کہا کہ تم وہ باغ جو حق مہر میں تجھے دیا گیا تھا اپنے شوہر کو واپس کر دو گی انہوں نے عرض کی ہاں پھر حضور ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس سے فرمایا باغ لے لو اور طلاق دے دو۔ اسلام وہ واحد دین ہے جو انسان کی زندگی کے تمام امور کو احسن طریقے سے انجام دینے کا درس دیتا ہے۔ طلاق دینا مرد کا کام یعنی طلاق دینے کا اختیار مرد کے ہاتھ میں ہے لیکن اسلام نے عورت کو بھی حق دیا ہے کہ وہ خلع لے سکتی ہے۔

جب حدود اللہ کو قائم کرنے میں مشکلات کا سامنا ہو یعنی وہ شوہر سے طلاق کا مطالبہ (خلع) کر سکتی ہے یہ اسلام کی خوبصورتی ہے کہ اس نے دونوں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھا۔ حضور علیہ السلام نے اس مسئلہ میں دونوں کی رائے لی اور پھر شوہر سے طلاق دینے اور بیوی کو حق مہر لوٹانے پر آمادہ کیا اور خلع ہوئی۔

مندرجہ بالا سطور میں خلع کی شرح میں اضافے کے چند اسباب اس کا بڑھتا ہوا رجحان اور اس کے تدارک بیان کئے گئے ہیں اور اس مسئلے کو موجودہ حالات کے تناظر میں لکھا ہے آخر میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس چھوٹی سی کوشش کو قبول فرمائے اور لوگوں کی اصلاح کا سبب بنائے، میری، میرے والدین، اساتذہ اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حوالہ جات

القرآن الحکیم۔

احمد رضا، امام اہلسنّت ابن نقی علی خان قادری بریلوی، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن۔

۱) المطرزی: المغرب، صفحہ ۱۶۵، جلد ۱، دکن، سنہ ۱۳۲۸ء، المطبعہ الامیریۃ۔

۲) ابن ہمام، علامہ کمال الدین حنفی، فتح القدیر، المطبعہ الامیریہ ۱۳۱۶ء۔ جلد ۳ صفحہ ۱۹۹۔

۳) اصفہانی، حسین بن محمد راغب، مفردات القرآن (اردو)، جلد اول، صفحہ ۳۱۲، مطبوعہ، شیخ شمس الحق، کشمیر بلاک اقبال ٹاؤن لاہور، ترجمہ و حواشی، مولانا محمد عبدہ، فیروز پوری۔

۴) اعظمی، مولانا محمد امجد علی، بہار شریعت، مونال پبلی کیشنز، راولپنڈی، خلع کا بیان، جلد اول، صفحہ ۶۱۷۔

۵) الیسوعی، لوئیس معلوف، المنجد عربی، اردو، گیارہویں طبع ۱۹۹۴ء، دارالاشاعت کراچی۔

۶) جہانگیر، جہانگیر اردو لغت، نیاز جہانگیر پرنٹرز، لاہور، صفحہ ۷۰۹۔

۷) مراد آبادی، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن۔
نور القرآن، دار القرآن پبلشرز، لاہور، سن اشاعت جولائی ۲۰۰۸ء، تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت ۲۲۹۔

۸) نعیمی، مفتی احمد یار خان، تفسیر نعیمی، مکتبہ اسلامیہ گجرات پاکستان، جلد ۲ تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت ۲۲۹۔

۹) بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، موسوعۃ الحدیث الشریف، الکتب الستۃ، مکتبہ دارالسلام، ریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، بالطبعۃ الرابعۃ کتاب الطلاق، باب الخلع وکیف الطلاق فیہ، حدیث نمبر ۵۲۷۳۔

۱۰) سعیدی، علامہ غلام رسول، شرح صحیح مسلم، الطبع الثالث عشر، شعبان ۱۴۲۷ھ، فرید بک اسٹال، لاہور، جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۰۰۶۔

۱۱) سعیدی، علامہ غلام رسول جلد ۳ صفحہ ۱۰۰۴۔۱۰۰۶۔

۱۲) ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، فرید بک اسٹال لاہور، کتاب العلم، جلد اول، صفحہ ۹۵۱۔

۱۳) مسلم، ابوالحسین، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، **باب وجوب طاعۃ الامر أفی غیر معصیتہ و تحریمھا فی المعصیتہ**، حدیث نمبر ۱۸۴۰، موسوعۃ الحدیث الشریف۔

۱۴) مراد آبادی، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، تفسیر سورۃ حم السجدۃ، آیت ۳۴۔

۱۵) مسلم، ابوالحسین، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، **باب فضیلۃ الامیرا العادل و عقوبہ الجائر، والحث علی الرفق بالراعینہ، والنھی عن ادخال المشقتہ علیھم**۔ حدیث نمبر: ۱۸۲۹، موسوعۃ الحدیث الشریف۔

۱۶) مفتی، سید صابر حسین، طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح، اسباب و محرکات اور تدارک، شعبہ نشر و اشاعت، المعیب شریعہ اکیڈمی کراچی سن اشاعت: ۲۰۱۲ء صفحہ ۴۷۔

۱۷) رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، قاموس الفقہہ، زمزم پبلیشر، کراچی، جلد سوم، صفحہ ۳۶۳۔

۱۸) کاسانی، علامہ ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، کتاب الطلاق، جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۴۵۔

۱۹) ملا نظام الدین وعلمائے ہند، فتاویٰ ہندیہ، دار الفکر، بیروت، لبنان ۱۴۱۱ھ۔

کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع وما فی حکمہ، الفصل الاول، جلد ۱، صفحہ ۴۹۵۔

۲۰) عثمانی، مفتی محمد تقی عثمانی، اسلام میں خلع کی حقیقت، میمن اسلامک پبلیشر، صفحہ نمبر ۳۴۔